

علیکم بسستی وسنة الخلفاء الراشدين (الحديث)
میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو

جشن عید میلاد النبی ﷺ

قرآن وسنت اور اجماع امت صحابہ وتابعین
اور ائمہ مجتہدین کے عمل کی روشنی میں

مرتب: (مولانا) سید مبشر حسین شاہ

مدرسہ: جامعہ امام ابوحنیفہ رومہ مسلم آباد حویلیاں ایبٹ آباد

اتحاد اہلسنت والجماعت
فانسیور ہزارہ

ابوالحسن معاویہ سلفی

ناشر:

امام ابوحنیفہ رومہ اکید می مسلم آباد حویلیاں ایبٹ آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام کا عقیدہ ہے کہ نبوت کا دروازہ خدا کے آخری نبی امام الانبیا محمد رسول اللہ ﷺ پر بند ہو گیا ہے اور یہ دین اور شریعت مکمل اور تمام ہو گئی، اب اس میں ادنیٰ کمی بیشی اور نقص و اضافہ کی گنجائش نہیں اور اس میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ اور ایجاد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر حملہ اور دین کے ناتمام اور نامکمل ہونے کا اعلان ہے، یہ اضافہ اگر تعبد (عبادت) کے رنگ میں ہو تو بھی قابل رد ہے اور اگر تجدد کے لباس میں ہو تو بھی ناقابل قبول ہے۔

آنحضرت ﷺ نے شرک کے بعد جس طرح بدعت اور اہل بدعت کی تردید فرمائی ہے شاید ہی کسی اور چیز کی ایسی تردید فرمائی ہو اور حقیقت بھی یہی ہے کیوں کہ بدعت سے دین کا اصلی حلیہ اور صحیح نقشہ بدل جاتا ہے، اور اصل و نقل اور حق و باطل میں کوئی تمیز باقی نہیں رہتی اور قرآن پاک میں اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ دین کے مٹ جانے کے اصولی دو طریقے ہیں ۱۔ کتمان حق (حق بات چھپانا) ۲۔ تلمیس حق و باطل (حق کو باطل اور باطل کو حق بنا کر پیش کرنا) اور اسی وجہ سے دین الہی لوگوں کی خواہشات اور اہوا کا ایک کھلونا بن کر رہ جاتا ہے جس کا جی چاہا کسی چیز کو اپنی مرضی سے دین بنا دیا اور جس کی خواہش ہوئی کسی چیز کو دین سے خارج کر دیا۔ خدا کا دین نہ ہوا بلکہ بچوں کا کھیل ہوا (معاذ اللہ) یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ کسی چیز کے باعث ثواب اور موجب عذاب ہونے کا فیصلہ صرف باری تعالیٰ کا کام ہے اور اس کو لوگوں تک پہنچانا اور بیان کرنا نبی اور رسول کا کام ہے، اپنی مرضی اور خواہش سے کسی چیز کا ثواب اور کار عقاب کہنا الٰہی اصل اپنے لیے منصب الوہیت اور رسالت تجویز کرتا ہے (العیاذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم ﷺ کو کامل اور مکمل نمونہ بنا کر ہمیں ہر کام میں (جو آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ خاص نہ ہو) آپ کی اتباع اور پیروی کرنے کا حکم دیا ہے اور ہمیں اپنی مرضی پر ہر گز نہیں چھوڑا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (احزاب 21)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کی ذات گرامی کو بہترین اور اعلیٰ نمونہ قرار دے کر ہم سے یہ مطالبہ

کیا ہے کہ ہم ہر معاملہ میں اور ہر ایک حرکت و سکون میں اور ہر نشست و برخاست میں ہر قسم کی غمی و خوشی کے معاملات میں آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلیں۔

2۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (ال عمران 31)
ترجمہ: (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔
یہ بات کریم اس امر کی واضح اور صاف دلیل ہے کہ آج اگر کسی شخص یا جماعت کو اپنے مالک حقیقی سے محبت کا دعویٰ ہے تو لازم ہے کہ اس کو جناب نبی پاک ﷺ کی اتباع کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لینا چاہیے سب کھرا کھونا معلوم ہو جائے گا۔

آپ ﷺ کی اس بہترین اسوہ اور سیرت کی اتباع کا نام سنت ہے اور اس کی خلاف ورزی کا نام بدعت ہے۔
نبی پاک ﷺ رحمۃ اللہ علیہ کے دن جب ہزاروں کا مجمع سامنے ہوا تھا پڑھو اور بلند آواز میں یہ اعلان فرماتے تھے کہ تَعَالَى اللَّهُ فَانْصَحُوا لِحَبِيبَتِهِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ لَهْدِي هَذَا مُحَمَّدٌ ﷺ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَنَّا تُهْلُو كُلُّهَا بِإِغْوَاءِ ضَالَّةٍ (مسلم ج 1 ص 285)

ترجمہ: اے اہل اعدا بہترین، یہاں اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین نمونہ اور سیرت حضرت محمد ﷺ کی سیرت ہے اور وہ کام برے ہیں جو نئے نئے گھڑے جائیں اور ہر بدعت گمراہی۔

ہے اس حدیث پاک میں نبی ﷺ نے اپنی سیرت کا بدعت سے تقابل کر کے یہ بات واضح کر دی کہ آپ ﷺ کی سیرت اور نمونہ کے خلاف جو کچھ ایجاد کیا جائے گا وہ سب بدعت ہوگا اور ہر بدعت گمراہی ہے۔
آپ ﷺ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

مَنْ أَحْدَثَ فِي دِينِنَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (شرح السنة للبغوی ج 1 ص 211)

ترجمہ: جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی تو وہ مردود ہوگی۔

بدعت: لغت میں بغیر نمونہ کے بنائی ہوئی چیز۔ دین میں نئی رسم۔ وہ عقیدہ یا عمل جسکی کوئی اصل قرآن و حدیث

مشہور لکھنوی (نبی ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین کے زمانہ) میں نہ ہو (مصابح اللغات 27)
اور شریعت میں بدعت کی کئی تعریفات کی گئی ہیں سب کا حاصل ایک ہی ہے۔

1۔ علامہ بدرالدین العینی الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: البدعة فی الاصل احداث لم یکن فی زمن رسول
اللہ ﷺ۔

(عمدة القاری 5 ص 356)

ترجمہ: بدعت در اصل ایسی چیز کو وجود میں لانا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہ تھی۔

2۔ علامہ سید شریف البحر جانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الامر المحدث الذی لم یکن علیہ
الصحابہ و التابعون ولم یکن مما اقتضاه الدلیل الشرعی۔ (کتاب التعریفات 19)
ترجمہ: بدعت وہ نیا شروع کیا ہوا کام جو صحابہ و تابعین نے نہ کیا ہو اور نہ ہی دلیل شرعی اس کا تقاضا
کرے۔

3۔ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والمراد بالبدعة ما حدث مما لا اصل له فی الشریعة یدل علیہ و اما ما کان له اصل من
الشرع یدل علیہ فلیس ببدعة شرعا وان کان بدعة لغة۔

(جامع العلوم والحکم ص 193)

ترجمہ: بدعت سے مراد وہ نوا ایجاد چیز ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل موجود نہ ہو اور اگر شریعت میں
فی الجملہ اس پر دلالت کرنے والی کوئی اصل موجود ہو تو وہ شرعاً بدعت نہیں اگرچہ لغتاً بدعت ہوگی۔

4۔ علامہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

طریقة فی الدین مخترعة یضاهی الشریعة یقصد بالسلوک علیہا المبالغة فی التعبد لله
سبحانه۔

(الاعتصام 27)

ترجمہ: بدعت دین میں ایسا نیا ایجاد کیا ہوا طریقہ ہے جو شریعت کے مشابہ ہو اور جس پر عمل
پیرا ہونے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مبالغہ کا قصد کیا جاتا ہے۔

5۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان البدعة المذمومة هو المحدث في الدين من غير ان يكون في عهد الصحابة والتابعين ولا دل عليه الدليل الشرعي۔

(شرح المقاصد ج 2 ص 271)

ترجمہ: مذموم بدعت وہ ہے جو دین کے اندر ایجاد کی جائے اور وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے زمانے میں نہ ہو اور نہ اس پر کوئی شرعی دلیل دلالت کرتی ہو۔

احادیث مبارکہ اور اقوال ائمہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ہر بدعت اور نئی چیز بری نہیں بلکہ وہ بدعت اور احداث (نئی چیز) بری اور مردود ہے جو دین اسلام کے اندر دین سمجھ کر کیا یا چھوڑا جائے لہذا دنیوی ایجادات اور جدید وسائل و آلات وغیرہ بدعت میں داخل نہیں ہیں اس لیے کہ ان کا تعلق دین سے نہیں اسی طرح وہ دینی چیز جو موجودہ صورت میں تو قرون خیر (نبی ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے دور) میں موجود نہ تھی مگر ان کی اصل ان ادوار میں موجود تھی وہ بھی بدعت نہ ہوگی۔ مثلاً مدارس، لاؤ اڈ سپیکر اور جہاد کے لیے جدید ہتھیار وغیرہ۔

عبادات کے اندر اپنی طرف سے اوقات اور کیفیات کا تعین کرنا بھی بدعت ہے یہ ضروری نہیں کہ کوئی چیز اصل ہی میں بری ہو تو وہ بدعت ہوگی بلکہ وہ اہم عبادات اور طاعات بھی جن کو شریعت نے مطلق چھوڑا ہے ان میں اپنی طرف سے قیود لگا دینا یا ان کی کیفیت بدل دینا، یا اپنی طرف سے اوقات کے ساتھ متعین کر دینا یہ بھی شریعت کی اصطلاح میں بدعت ہوگی

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال لا تختصوا الیلة الجمعة بقیام من بین الیالی ولا تختصوا یوم الجمعة بقیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصوم احدکم (مسلم ج 1 ص 361)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جمعہ کی رات کو دوسری راتوں سے نماز کے لیے خاص نہ کرو اور جمعہ کے دن کو دوسرے دنوں سے روزہ کے لیے خاص نہ کرو مگر ہاں اگر کوئی شخص روزے رکھتا ہے اور جمعہ کا دن بھی اس میں آجائے تو الگ بات ہے اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی فضیلت نماز جمعہ کی وجہ سے ہے

محض اس فضیلت کے سبب جمعہ کی رات کو نماز وغیرہ کے لیے خاص کرنا صحیح نہیں ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی عبادات کے اندر اپنی طرف سے کیفیات اور اوقات کی تعیین کو بدعت سمجھتے اور کہتے تھے

1۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انه اخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبي صلى الله عليه وسلم

جهرًا وقال لهم ما اراكم الا مبتدعين (فتاویٰ شامی ج 2 ص 350)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کو مسجد سے محض اس وجہ سے نکال دیا تھا کہ وہ بلند آواز سے لا الہ الا اللہ اور بلند آواز سے نبی ﷺ پر درود پاک پڑھ رہی تھی اور فرمایا کہ میں تمہیں بدعتی ہی خیال کرتا ہوں۔ درود شریف کا پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے لیکن انفرادی اور آہستہ آواز کے ساتھ۔ ان لوگوں نے اجتماعی اور بلند آواز کے ساتھ اپنی طرف سے اس کیفیت کو گھڑا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو مسجد سے بھی نکالا اور بدعتی بھی کہا۔

2۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اور عروہ بن زبیر رحمہ اللہ دونوں مسجد میں داخل ہوئے: فاذا

عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہ جالس الى حجرة عائشة والناس يصلون الضحی فی المسجد فسألناه

عن صلواتهم فقال بدعة (بخاری ج 1 ص 238)

تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے (اعلانیہ اور جمع ہو کر) ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ان لوگوں کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بدعت ہے۔

چاشت کی نماز صحیح احادیث سے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے لیکن چونکہ نبی ﷺ کے

زمانے میں چاشت کی نماز اعلانیہ اور اجتماعی اہتمام کے ساتھ نہیں ہوتی تھی بلکہ جہاں جہاں بھی جو ہوتا

وہیں پڑھ لیتا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے اپنی طرف سے اجتماع اور اہتمام کی وجہ سے اسے بدعت کہا۔

3۔ حضرت نافع رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ: ان رجلا عطس الى جنب ابن عمر رضی اللہ عنہ فقال

الحمد لله والسلام على رسول الله فقال ابن عمر رضي الله عنهما وانا نقول الحمد لله والسلام على رسول الله وليس هكذا علمنا رسول الله ﷺ علمنا ان نقول الحمد لله على كل حال۔

(ترمذی ج 2 ص 98)

ترجمہ: ایک شخص نے ابن عمر رضي الله عنهما کے پہلو میں چھینک ماری اور اس نے کہا الحمد لله والسلام على رسول الله حضرت ابن عمر رضي الله عنهما نے فرمایا کہ اس کا تو میں بھی قائل ہوں الحمد لله والسلام على رسول الله لیکن ہمیں جناب رسول الله ﷺ نے اس کی تعلیم نہیں دی ہمیں اس موقع پر اس کی تعلیم دی ہے کہ ہم الحمد لله على كل حال کہا کریں صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ چھینک مارنے والا الحمد لله کہے مگر اس موقع پر والسلام على رسول الله کے الفاظ کی رسول الله ﷺ نے تعلیم نہیں دی اس لیے ابن عمر رضي الله عنهما نے اس شخص کو روکا۔

4۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ابن عمر رضي الله عنهما کے ساتھ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے داخل ہوا اذان ہو چکی تھی ایک شخص نے تہویب شروع کی (الصلوة الصلوة کے الفاظ کے ساتھ نماز کی دعوت دی) تو ابن عمر رضي الله عنهما نے مجاہد سے فرمایا اخرج بنا من هذه المبتدع ولم یصل فيه

(ترمذی ج 1 ص 28) مجھے اس بدعتی کے پاس سے لے چل اور وہاں نماز بھی نہ پڑھی

ابن عمر رضي الله عنهما نے بدعت اور اہل بدعت سے کیسی نفرت کی کہ انہوں نے وہاں نماز پڑھنا بھی گوارا نہ کیا۔ آپ نے دیکھا نماز کی طرف بلانا کوئی برا عمل تو نہیں ہے لیکن ابن عمر رضي الله عنهما نے پھر بھی بدعت کہا اس لیے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں اذان کے بعد (تہویب) دوبارہ بلند آواز کے ساتھ لوگوں کو نہیں بلایا جاتا تھا۔

5۔ ایسے ہی ایک شخص کو حضرت علی رضي الله عنه نے بھی بدعتی کہا اور مسجد سے نکلوا دیا (البحر الرائق ج 1 ص 261)

6۔ ایک شخص نے عید کے دن عید کی نماز سے پہلے نفل نماز پڑھنی چاہی تو حضرت علی رضي الله عنه نے اسے منع فرمادیا اور کہا: وانی اعلم ان الله تعالى لا یحب علی فعل حتی یفعله رسول الله ﷺ او یحث علیہ

(الحنہ لاهل السنة ص 165)

ترجمہ: اور میں بالیقین جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز پر ثواب نہ دے گا جب تک رسول الله ﷺ نے اس کو نہ کیا ہو یا اس کی ترغیب نہ دی ہو۔

حضرت علیؓ نے اس شخص کو نماز سے اس لیے منع کیا تھا کہ جناب نبی پاک ﷺ کے عمل سے یہ نماز ثابت نہیں اور نہ ہی آپ ﷺ نے اس کی ترغیب دی۔ حالانکہ نماز ایک فعل حسن ہی ہے نہ کہ فعل قبیح۔

7۔ حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کو کسی نے ختنے کی دعوت دی تو انہوں نے جانے سے صاف انکار کر دیا جب ان سے انکار کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ:

اما کنا لانأتی الحتان علیٰ عهد رسول اللہ ﷺ ولاندعیٰ له (مسند احمد ج 4 ص 217)
ترجمہ: ہم لوگ زمانہ رسالت مآب ﷺ میں ختنوں میں نہیں جایا کرتے تھے اور نہ ہی اس کے لیے ہمیں دعوت دی جاتی تھی۔

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ نے صرف اس وجہ سے انکار کیا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ختنوں میں جانے کا دستور نہ تھا اور نہ ہی لوگوں کو دعوتیں موصول ہوتی تھیں۔

ان مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ 1۔ وہ عبادت جو نبی ﷺ کے زمانہ میں انفرادی الگ الگ ادا کی جاتی تھی اس کو اجتماعی ادا کرنا بدعت ہے 2۔ جو چیز اس زمانے میں آہستہ پڑھی جاتی تھی اسے جہراً اونچی آواز سے پڑھنا بدعت ہے 3۔ کسی عمل کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہ ہو اور شریعت میں اس وقت کی کوئی خاص اہمیت نہ بتائی گئی ہو اب اگر اس خاص وقت میں اس عمل کو کیا جائے اور اہمیت دی جائے تو وہ عمل بھی بدعت ہے۔ 4۔ کسی عمل کے لیے حدیث میں کوئی خاص ہیئت اور کیفیت ثابت نہ ہو اور اسی کو لازم سمجھا جائے یہ بھی بدعت ہے۔

اب ہم مروجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کو بھی مذکورہ دلائل کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ احکام شریعت میں یہ فرض، واجب، سنت یا مستحب و مباح کا درجہ رکھتا ہے یا پھر بدعت کا آیا قرآن پاک احادیث صحیحہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین کا عمل ائمہ مجتہدین کے اقوال میں بھی مروجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کا کوئی تصور ہے یا نہیں۔

یاد رہے! اس میں شک و شبہ کی ادنیٰ گنجائش بھی نہیں کہ حضرت محمد ﷺ کیساتھ عشق و محبت اور عقیدت عین ایمان ہے اور آپ ﷺ کی ولادت سے لے کر وفات تک زندگی کے ہر شعبہ کے صحیح حالات و واقعات اور آپ ﷺ کے اقوال و افعال کو پیش کرنا باعث نزول رحمت خداوندی ہے اور ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی زندگی کے حالات کو معلوم کرے اور ان کو مشعل راہ بنائے۔ سال کے ہر مہینے میں اور مہینے کے ہر ہفتے میں اور ہفتے کے ہر دن میں اور دن کے ہر گھنٹے اور منٹ میں کوئی وقت ایسا نہیں جس میں آپ ﷺ کی زندگی کے حالات بیان کرنے اور سننے ممنوع ہوں۔ اس میں امت مسلمہ کے کسی فرد واحد کا اختلاف بھی نہیں ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو اور ربیع الاول کے مہینے کو مقرر کر کے اس میں میلاد منانا۔ محفل اور مجلس کا اہتمام کے ساتھ انعقاد کرنا، جلوس نکالنا، جھنڈیاں لگانا چراغاں کرنا، بیل گاڑیوں کو سجانا، سڑکوں پر گتہ کھیلنا، صرف ایک دن کے لیے عربی لباس پہن کر لکڑی کی جعلی تلواریں لے کر جلوس کی شکل میں بازاروں اور گلیوں میں گھومنا، اور جگہ جگہ روضہ رسول ﷺ اور مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ (ماڈل) بنا کر چوکوں چوراہوں میں رکھنا اور پھر اگلے دن اسے منہدم کر دینا اور سڑکوں اور چوراہوں میں خوشی میں آکر رقص کرنا ناچنا اور پھر اس سب کا نام جشن عید میلاد النبی ﷺ رکھنا (اس سارے عمل کو عید کہنا معمولی بات نہیں اس لیے کہ عید ایک اسلامی اصطلاح ہے اور اسلامی اصطلاحات کو اپنی خود رائی سے غیر منقول جگہ استعمال کرنا تحریف فی الدین ہے) اور یہ سارے کام نہ کرنے والے پر گستاخ، بے ادب اور منکر کے فتوے لگانا آیا یہ سب قرآنی تعلیمات کا حصہ ہے؟ یا خاتم الانبیاء ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے؟ یا اس کائنات میں محبوب خدا ﷺ کے حقیقی عاشق و محب جن کے عشق رسول اور محبت رسول ﷺ کو اللہ اور اس کے آخری رسول ﷺ نے قیامت تک کے لیے نمونہ اور معیار قرار دیا ہے انہوں نے امت کو اظہار عشق رسول کے

اس نرالے انداز پر ڈالا؟ یا صحابہ کرام کے شاگرد تابعین و ائمہ مجتہدین نے اظہار عشق رسول ﷺ کے اس انوکھے طریقہ کی تلقین کی؟

جی نہیں! بلکہ محمد عربی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا سارا علمی ذخیرہ مروجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ سے متعلق مکمل خاموش نظر آتا ہے بلکہ ایسے اصول و ضوابط کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو اس کو بدعت قرار دیتے ہیں۔

جی ہاں! ذکر ولادت رسول اور تذکرہ اوصاف نبی ﷺ اور چیز ہے اور میلاد النبی اور جشن عید میلاد النبی ﷺ اور چیز ہے اول مندوب و مستحب ہے اور دوسرا بدعت ہے اور ہمارا موضوع بھی مروجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ ہے جس کے بارے میں قرآن پاک جو صداقت و عظمت کی دستاویز ہے اور کتاب ہدایت ہے مکمل طور پر خاموش ہے.... قرآن کے کسی پارے میں اور پارے کے کسی رکوع میں اور رکوع کی کسی آیت میں اور آیت کے کسی حصے میں مروجہ جشن عید میلاد کا تذکرہ بلکہ اشارہ تک موجود نہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے بعد جس عظیم ہستی و مقدس شخصیت کی اطاعت و اتباع کا حکم دیا گیا ہے وہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ آؤ ہم اپنے جھگڑے کا فیصلہ نبی پاک ﷺ سے کرواتے ہیں نبوت کے عطاء ہونے سے قبل آپ کی عمر مبارک کے چالیس سال اور بعد از نبوت کے تیس سالوں کا جائزہ لیجیے۔ اگر نبوت سے پہلے کبھی پیدائش کا دن منایا ہو تب ماننے کو تیار یا نبوت عطا ہونے کے بعد کبھی عید میلاد کا جشن منایا ہو تب ماننے کو تیار ہیں لیکن آپ تمام کتب احادیث کا ایک ایک ورق اور صفحہ دیکھ لو آپ کو کہیں نہ ملے گا کہ آپ ﷺ نے اپنی پیدائش کے دن کو عید قرار دیا ہو یا اپنی ولادت منانے کا حکم یا ترغیب دی ہو۔ جب بات اس طرح ہے تو پھر لامحالہ ماننا پڑے گا کہ جشن عید میلاد النبی ﷺ بدعت ہے۔ اگر انبیاء کی ولادت کے دن

خوشی و مسرت کا اظہار کرنا گھروں، دوکانوں اور بازاروں کو سجانا جلوس نکالنا ثواب کا کام اور دین کا حصہ ہوتا تو آپ ﷺ اپنے سے پہلے گزرے ہوئے بڑے بڑے انبیاء کرام کا یوم میلاد مناتے اور صحابہ کو حکم دیتے کہ آج میلاد آدم علیہ السلام ہے آج میلاد ابراہیم علیہ السلام ہے اور آج میلاد موسیٰ علیہ السلام کا جلوس ہے مگر آپ ﷺ نے نہ کسی پیغمبر کا یوم ولادت منایا اور نہ ہی یوم وفات منایا۔

عن العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ وانه من یعش منکم بعدی فیسری اختلافاً کثیراً؛ فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین (المہدیین) عضوا علیہا بالنواجز وایاکم و محدثات الامور؛ فان کل بدعة ضلالة۔

(مستدرک حاکم 1 ص 96)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا (ان اختلافات سے نکلنے کے لیے) تمہارے اوپر لازم ہے کہ تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو معمول بناؤ اور اپنی ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے اس کو پکڑو، تم (دین میں) نئی نئی باتوں سے پرہیز کرو، کیوں کہ (دین میں) ہر نئی چیز بدعت ہے اور ابو دائود 4 ص 280 اسی روایت میں (فان کل بدعة ضلالة بے شک ہر بدعت گمراہی ہے) کے الفاظ بھی موجود ہے

اس صحیح حدیث پاک میں نبی ﷺ نے آپس کے تمام دینی و مذہبی اختلافات کے ختم کرنے کے لیے اپنے اصحاب خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا ہے

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کل عبادۃ لم يتبعدها اصحاب رسول اللہ ﷺ فلا تعبدوها فان الاول لم يدع للاخر مقالا فاتقوا اللہ یا معشر المسلمین وخذوا طریق من کان قبلکم (الاعتصام للشاطبی ج 2 ص 310)

ترجمہ: جو عبادت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کی وہ عبادت تم بھی نہ کرو کیوں کہ پہلے لوگوں نے پچھلے لوگوں کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی جس کو یہ پچھلے پورا کریں اے اسلام کا دعویٰ کرنے والو! پس اللہ سے ڈرو اور پہلے لوگوں کے طریقے اختیار کرو۔

اس حدیث پاک اور صحابی رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق آؤ سنی مسلمانوں ہم آپس کہ اس جھگڑے کا فیصلہ اصحابِ مصطفیٰ ﷺ سے کرواتے ہیں

کیا عید میلاد کا جشن اصحابِ رسول ﷺ نے منایا؟

اگر عید میلاد کا جلوس اور جشن منانا محبت و عشقِ رسول ﷺ کی دلیل ہوتا تو پھر اصحابِ پیغمبر کی قدوسی جماعت یہ جشن ضرور مناتی (آج کے ماڈرن انداز سے نہ ہی سہی لیکن سادگی سے ہی ہوتا) اس لیے کہ محبت ان کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور انہوں نے تو اپنے خون سے عقیدت و محبت کی داستان تحریر کی ان جیسی محبت نہ آج تک کسی نے اپنے محبوب نبی ﷺ سے کی اور نہ قیامت تک کوئی کر سکے گا اسی لیے اللہ نے قیامت تک کے لیے ہر معاملے میں ان کو معیار و کسوٹی بنایا۔ مگر ایک لاکھ سے زائد اصحابِ رسول ﷺ میں سے کسی ایک صحابی نے بھی نہ میلادِ رسول منایا اور نہ گلی گلی جلوس نکالے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور عید میلاد! خلیفہ اول بلا فصل جناب سیدنا ابوبکر صدیقؓ جنہوں نے نبی پاک ﷺ کی محبت میں اپنا سب کچھ گھر بار بوڑھا باپ جوان بچیاں سب کچھ ہی تو نثار کر ڈالا... صدیق اکبرؓ سے بڑھ کر نبی ﷺ سے سچی محبت و عقیدت کس کی ہو سکتی ہے دکھاؤ تو سہی؟ آپؓ کے دور خلافت میں 2 دفعہ ربیع الاول کا مہینہ اور اس کی 12 تاریخ آئی لیکن نہ تو آپؓ نے اس میں عید میلاد کا جشن منایا اور نہ ہی منانے کا حکم دیا۔

سیدنا عمرؓ اور عید میلاد! خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروقؓ جن کو نبوت نے دامن پھیلا کر رب

تعالیٰ سے مانگا تھا جو مراد محمد ﷺ بھی ہے اور مرید محمد ﷺ بھی جن کے راستے سے شیطان بھاگ جاتا تھا اور آج ان کے نام سے شیطان کی روحانی اولاد بھاگتی ہے، جن کی فہم و فراست کی بلند پروازیاں وحی الہی کو چھوتی تھیں ان کے دور خلافت میں ۱۲ دفعہ ربیع الاول کا مہینہ اور اس کی ۱۲ تاریخ آئی مگر انہوں نے نہ میلاد و جشن میلاد منایا اور نہ ہی منانے کا حکم دیا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور عید میلاد! خلیفہ ثالث عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو دہرے داماد نبی ﷺ ہیں جنہوں نے اپنی ساری دولت نبی پاک ﷺ کے قدموں میں نچھاور کر دی ان کے زمانہ خلافت میں ۱۲ ربیع الاول کا مہینہ اور اس کی ۱۲ تاریخ آئی مگر انہوں نے نہ میلاد و جشن میلاد منایا اور نہ ہی منانے کا حکم دیا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور عید میلاد! خلیفہ رابع علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو پروردہ نبوت ہیں اور داماد نبی ﷺ بھی جن کی حکمت و قضا لسان نبوت سے تصدیق شدہ ہے بھلا ان سے بڑھ کر نبی پاک ﷺ کا محب اور غم گسار کون ہو سکتا ہے ان کے دور خلافت میں ۴ مرتبہ ربیع الاول کا مہینہ اور اس کی ۱۲ تاریخ آئی اور گزر گئی نہ عید میلاد کا تصور تھا نہ ہی جشن کا وہم و گمان انہوں نے نہ میلاد و جشن میلاد منایا اور نہ ہی منانے کا حکم دیا۔

اس کے بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور تقریباً ایک صدی تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے وہ جان نثاران مصطفیٰ تھے وہ اپنے محبوب پیغمبر کے اشارہ ابرو پر سب کچھ قربان کرنے والے تھے ان کے پاس گھوڑے بھی تھے اور اونٹ بھی مدینہ اور مکہ کے بازار بھی تھے اور طائف کی وادیاں بھی ان کے پاس وہ تلواریں بھی تھیں جو نبی کی معیت میں بدر و احد اور خیبر و حنین میں کفار پر عذاب بن چکی تھیں ۱۲ ربیع الاول کا دن بھی ہر سال آتا تھا مگر کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی عید میلاد یا عید میلاد کے جلوس کا ثبوت پیش نہیں کیا جاسکتا۔

اصحاب رسول ﷺ کی قدوسی جماعت کے بعد تابعین کا سنہری اور مبارک دور بھی جو دوسری صدی ہجری تک رہا وہ بھی میلاد النبی کے جشن اور لہو لعب سے خالی نظر آتا ہے اس کے بعد تبع تابعین کا بہترین دور آتا ہے مگر میلاد کے جلوسوں کا دور دور تک نام و نشان نہیں ملتا۔ ائمہ مجتہدین میں سے امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ جن کا علم و فقہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے ان میں سے کسی کے قول سے عید میلاد کی تائید نہیں ہوتی ان کے مسالک اور ان کی لکھی ہوئی کتابوں میں عید میلاد کا تصور تک نہیں۔

اگر فریق مخالف عید میلاد کے جشن اور جلوسوں کے حامی ہمت کر کے مروجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کو خیر القرون (نبی پاک ﷺ صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین) کے زمانے میں ثابت کر دیں تو چشم مارو شن دل ماشا د کسی مسلمان کو اس سے از سر مو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر حامیان جشن عید میلاد اپنے اس عمل کو خیر القرون (نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین) کے زمانے میں ثابت نہ کر سکیں اور قیامت کی صبح تک یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ باوجود محرک اور سبب کے یہ مبارک کام اور ثواب کا کام اس وقت کیوں نہ ہوا اور آج یہ کارِ ثواب اور مبارک کیسے ہو گیا؟ بس صرف اسی ایک نقطہ پر نگاہ جما کر دو ٹوک فیصلہ کرنا چاہیے۔ وہ تمام فوائد و برکات اور منافع اس وقت بھی تو تھے جو اس عمل پر آج اہل بدعت بیان کرتے ہیں خیر کے زمانے کے لوگ کیوں اس سے محروم رہے؟

جس عمل اور جس کام کا وجود خاتم الانبیاء ﷺ کے مبارک دور میں نہ ہوا اور جس کام سے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا سنہری دور بھی خالی نظر آئے اور صحابہ کرام کے ایک سو دس سالہ دور میں جس کام کا تصور بھی نہ ہو سبب اور محرک ہونے کے باوجود بخدا وہ دین، عبادت یا کارِ ثواب نہیں بلکہ بدعت ہے۔

محمد شین میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، ابن حجر، ابن منیر، علامہ بیہقی، امام طحاوی جیسے جلیل القدر محدثین میں سے کوئی ایک بھی تو عید میلاد اور اس کے جشن کے جواز کا قائل نہیں۔ مفسرین میں سے ابن کثیر، امام رازی، علامہ قرطبی، ابن جریر، آلوسی، علامہ نسفی جیسے حضرات میں سے کسی ایک نے بھی عید یا جشن میلاد کے جواز یا اس کے نیکی اور دین ہونے کے بارے میں ایک حرف تک بھی نہ لکھا!

بزرگان امت اولیاء کرام میں شیخ عبدالقادر جیلانی، علی ہجویری، معین الدین چشتی، نظام الدین اولیا، فرید الدین، بہاؤ الدین ملکانی، سلطان باہو، بایزید بسطامی، علاؤ الدین صابر میں سے کسی ایک کا نام لے کر بتائیے کہ ان کا کوئی ایک اشارہ یا کناہہ تک بھی ایسا موجود ہو جس سے یہ ثابت ہو کہ عید میلاد یا جشن عید میلاد کے نام پر آج گلیوں، کوچوں، بازاروں، چوکوں اور چوراہوں میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ قرآن و سنت یا شریعت کے مطابق ہے حیرت اور تعجب اس بات پر ہے کہ اہل بدعت کے امام و پیشوا جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بھی عید میلاد یا جشن عید میلاد کے قائل نہیں تھے اس رسالہ کی تحریر کے وقت میرے سامنے احمد رضا خان صاحب کا فتاویٰ رضویہ پڑا ہے جس کی 10 جلدوں میں انہوں نے میلاد کا ذکر تو کیا ہے لیکن کسی ایک جگہ بھی انہوں نے عید میلاد یا جشن عید میلاد کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے ۱۲ ربیع الاول کو بریلی کے بازاروں اور گلیوں میں جلوس نکالے نہ اونٹ اور بیل گاڑیاں سجائیں نہ گڑ کا کھیلانہ چرائیاں کیا نہ قص کیا نہ وضع رسول ﷺ کی شبیہ نکالی!!؟

یاد رہے! عید میلاد و جشن عید میلاد اور چیز ہے اور نفس ذکر ولادت باسعادت بغیر تعین دن و ماہ اور کیفیت و ہیئت کے اور چیز ہے اول بدعت ہے اور دوسری مندوب و مستحب ہے۔

اتنی تفصیل (عید میلاد کا ذکر نہ قرآن میں نہ سنت رسول ﷺ میں نہ صحابہ کے مقدس دور میں نہ محدثین کی کتب حدیث میں نہ فقہاء کی عبارتوں میں اور نہ ہی صوفیاء برحقہ کے سلاسل میں اس کا

کوئی تذکرہ ہے) کے بعد ایک سوال فطرۃ ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ آج کل تو عوام کو عید میلاد سے دلچسپی اور حسن ظن ہے اور وہ اسے دین کا ایک اہم حصہ بلکہ محبت رسول کا معیار مانتے ہیں، تو پھر اس کی ابتداء کب ہوئی اور کس نے اس کی بنیاد رکھی؟

جی ہاں! اس وقت عید میلاد کے جشن اور جلوس کو اتنی اہمیت دی جا رہی ہے کہ اس میں شامل نہ ہونے والوں کو ابلیس، شیطان، منکر، گستاخ اور عشق رسول و محبت رسول سے خالی کہا جاتا ہے اور اسے حق و باطل کے درمیان حد فاصل قرار دیا گیا ہے اور عشق رسول و محبت رسول ﷺ کا معیار مقرر کر دیا گیا ہے۔ تو ہونا تو یوں چاہیے تھا کہ اس عید میلاد کے جشن اور جلوس کا موجد و بانی کی حیثیت سے آپ ﷺ کا نام مبارک پیش کیا جاتا یا کسی صحابی کا نام زبان پر آتا یا ائمہ مجتہدین میں سے کسی امام کا نام لیا جاتا یا سلاسل ولایت کے کسی امام کا نام لیا جاتا.... مگر ان کے زمانے میں جب عید میلاد کا جشن و جلوس تھا ہی نہیں تو ان کا نام کیسے لیا جاسکتا ہے؟ تاریخ اسلام کی پوری چھ صدیاں گزر چکی تھیں کہ اس بدعت کا کہیں مسلمانوں میں رواج نہ تھا یہ نہ کسی صحابی کو سو جھی نہ تابعی کو نہ کسی محدث کو اور نہ فقیہ کو نہ کسی بزرگ کو اور نہ کسی ولی کو!

یہ بدعت اگر سو جھی تو ایک مسرف اور نفس پرست بادشاہ کو اور اس کے ایک رفیق دنیا پرست مولوی کو۔ یہ بدعت ۶۰۴ھ میں موصل کے شہر میں مظفر الدین کو کبریٰ بن اربل بادشاہ کے حکم سے ایجاد ہوئی جو ایک مسرف فضول خرچ اور دین سے بے پرواہ آدمی تھا چنانچہ

1۔ علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ :

واول من احدث فعل ذلك صاحب اربل الملك المظفر ابو سعید کو کبریٰ بن زین

الدین احد الملوك الامجاد (الحاوی للفتاویٰ ص 200)

سب سے پہلا وہ شخص جس نے مجلس میلاد کو ایجاد کیا ابن المظفر ابو سعید ہے جو بڑے بادشاہوں

میں تھا۔

2۔ امام احمد بن محمد مصری الماکئی لکھتے ہیں: کان ملکاً مسرفاً یا مراً علماء زمانہ ان یعملوا باستنباطہم واجتہادہم وان لا یتبعوا المذہب غیرہم حتی مالت الیہ جماعۃ من العلماء وطائفۃ من الفضلاء ویحتفل لمولد النبی ﷺ فی الربیع الاول وهو الاول من احدث من الملوك هذا العمل۔ (القول المعتمد فی عمل المولد) ترجمہ: وہ ایک مسرف فضول خرچ بادشاہ تھا علماء زمانہ سے کہا کرتا تھا کہ وہ اپنے استنباط اور اجتہاد پر عمل کریں اور کسی کے مذہب کی پیروی نہ کریں (حتیٰ کہ دنیا پرست) علماء اور فضلاء کی ایک جماعت اس کی طرف مائل ہو گئی اور وہ ربیع الاول میں میلاد منعقد کیا کرتا تھا۔ بادشاہوں میں وہ پہلا شخص تھا جس نے یہ بدعت گھڑی۔

3۔ ابن جوزیؒ کہتے ہیں:

یعمل للصوفیۃ من الظہر الی الفجر ویرقص بنفسہ معہم وکان یصرف علی المولد فی کل سنۃ ثلاث مائۃ ألف دینار۔ (الحاوی للفتاویٰ ص 200) ترجمہ: شاہ اربل ظہر سے فجر تک صوفیوں کے لیے مجلس سماع کا انتظام کرتا تھا اور ان کے ساتھ خود بھی ناچتا تھا اور ہر سال میلاد پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔

4۔ ابن خلقان اربلی جو اس بدکردار مسرف بادشاہ کے ہم وطن بھی ہیں اور ہم عصر بھی ہیں لکھتے ہیں: شاہ اربل گانے والوں کے مختلف ٹولے بناتا اور میلاد کی شب مغرب کے بعد گانے بجانے کی محفل کرواتا اور اس کو گانے کے سوا کسی دوسری چیز میں مزہ نہیں آتا تھا۔ (وفیات الاعیان) یہ مسرف بادشاہ بیت المال اور رعایا کی لاکھوں کی رقم اس بدعت اور جشن پر خرچ کر دیتا تھا اور اس طرح اس نے اپنی عوام کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا ایک دینی ڈھونک رچایا ہوا تھا۔ اور جس دنیا پرست، خود غرض اور لالچی مولوی نے اس جشن کے دلدادہ بادشاہ کے لیے محفل میلاد

کے جواز پر مواد جمع کیا تھا اس کا نام عمر بن دجیہ ابو الخطاب تھا جس کو کتاب لکھنے کے صلے میں شاہ اربل کی طرف سے ایک ہزار دینار انعام ملا (دول الاسلام ص 104)
اب ذرا اس مولوی صاحب کے حالات بھی سن لیجیے۔

4۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: وکان ظاہری المذہب، کثیر الوقیعة فی الائمة، وفی السلف من العلماء، خبیث اللسان، احمق، شدید الکبر، قلیل النظر فی امور الدین، متہاوناً۔ (لسان المیزان ج 6 ص 85)

ترجمہ: وہ ائمہ دین اور سلف کی شان میں بہت ہی گستاخی کیا کرتا تھا۔ گندی زبان کا مالک تھا۔ بڑا احمق اور متکبر تھا، دین کے کاموں میں بے پرواہ اور ست تھا۔ (غیر مقلدانہ ذہنیت کا مالک تھا)
5۔ وقال ابن نجار: رأیت الناس مجمعیں علی کذبہ، وضعفہ، وادعائہ سماع من لم یسمع، ولقاء من لم یلقہ، وکانت امارات ذلک علیہ لائحة۔

(لسان المیزان ج 6 ص 84)

ترجمہ: علامہ ابن نجار فرماتے ہیں میں نے لوگوں کو اس کے جھوٹ اور ضعف پر متفق پایا جو بات سنی نہ ہوتی کہتا کہ سنی ہے جس سے ملاقات نہ کی ہوتی کہتا ملاقات کی ہے۔ اور اس کی علامتیں اس پر ظاہر تھیں۔

ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کے جھوٹ کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے:

علی بن الحسن الاسفہانی فرماتے ہیں کہ عمر بن دجیہ ہمارے ہاں اسفہان آیا تو میرے والد کی خانہ میں اس نے قیام کیا والد صاحب نے اس کا بڑا اعزاز و اکرام کیا ایک دن والد صاحب کے پاس آیا اس کے پاس ایک مصلیٰ تھا اس نے اس مصلیٰ کو بوسہ دے کر والد صاحب کے سامنے رکھا کہا کہ میں نے اس مصلیٰ پر کئی ہزار رکعتیں پڑھی ہیں اور اس پر بیٹھ کر میں نے کئی مرتبہ خانہ کعبہؐ قرآن پاک ختم کیا ہے۔ والد صاحب نے وہ مصلیٰ لیا اسے بوسہ دیا سر پر رکھا اور قبول کر لیا۔ جد

اس کا ہمارے ہاں آخری دن تھا تو اتفاقاً ایک آدمی اسفہان سے ہمارے ہاں آیا۔ دوران گفتگو اس نے عمر بن دجیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ یہ مغربی فقیہ جو آج آپ کے پاس ہیں انہوں نے بازار سے ایک بہت عمدہ قیمتی مصلیٰ خریدا ہے۔ والد صاحب کو شک ہوا تو فرمایا وہ مصلیٰ لاؤ اس مصلے کو دیکھتے ہی اس شخص نے کہا بخدا یہ تو وہی مصلیٰ ہے۔ میرے والد خاموش ہو گئے اور عمر بن دجیہ کا سر شرم سے جھک گیا۔ (لسان المیزان ص 6 ج 84)

یہ ہے وہ جھوٹا شخص جس نے میلاد کے جواز پر سب سے پہلی کتاب لکھی۔

6۔ بریلوی عالم مولوی عبدالسمیع رامپوری لکھتے ہیں: یہ سامان فرحت و سرور کرنا اور اس کو بھی مخصوص شہر ربیع الاول کے ساتھ اور اس میں بھی وہی بار ہواں دن میلاد شریف معین کرنا بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں اول یہ عمل ربیع الاول میں تعین و تخصص کے ساتھ شہر موصل میں ہوا۔ (انوار ساطعہ ص 131)

7۔ ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں: میلاد شریف کو موجودہ شکل میں منانے کا آغاز اربل کے حکمران سلطان مظفر سے ہوا (میلاد النبی ص 449)

حضرات! اس گفتگو سے یہ بات واضح ہو گئی کہ مروجہ محفل میلاد یا مجلس میلاد نہ سنت رسول ﷺ ہے، نہ اسوۂ اصحاب رسول ہے، نہ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کا طریقہ، نہ بزرگان دین کا شیوہ، نہ فقہاء کرام کا عمل، نہ محدثین و مفسرین کا قول بلکہ اسلام کی ابتدائی چھ صدیاں اس رسم و عمل سے خالی نظر آتی ہیں... ان چھ صدیوں میں یہ ”خوبصورت کام“ نہ کسی صحابی کو سوجھانہ کسی تابعی کو، نہ کسی امام کو نہ فقیہ کو، نہ کسی مجتہد کو نہ کسی مفسر کو، نہ کسی بزرگ کو نہ کسی ولی کو!

نہ مجلس میلاد کو ایجاد کرنے والا ایک فریب خوردہ، مسرف عیاش بادشاہ تھا جو علماء کو سلف صالحین کے مذہب کی اتباع کرنے کی بجائے اپنے قیاس اور اجتہاد سے کام لینے کا حکم کرتا تھا اور رعایا کی

سادگی اور مذہبی شوق سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنی ملکی سیاست کو محفوظ کیا اور اپنی عیاشانہ زندگی پر پردہ ڈالنے کے لیے اس عمل کو شروع کیا۔ اور جواز میلاد پر کتاب لکھنے کے لیے اسے وہ دنیا پرست مولوی مل گیا جس کی گندی اور ناپاک زبان سے سلف صالحین بھی نہ چھوٹے اور احمق اور متکبر اور جھوٹا ہونے کے ساتھ دین کے معاملات میں بھی بے پرواہ اور ست تھا، اور چالاک بادشاہ اور ہوشیار مولوی کے ساتھ وہ بے چارے پیر اور صوفی بھی شامل ہو گئے جو دین کی تہ تک نہیں پہنچ سکے اور سادگی کی وجہ سے چالاک بادشاہ اور ہوشیار مولوی کے جال میں آ گئے پھر جب بادشاہ اور ماہر نفسیات مولوی اور سادہ قسم کے صوفیاء اس کام کو دین کا کام بتا کر عوام سے اپیل کریں تو عوام بیچارے اس میں کیوں نہ پھنسیں، حضرت عبداللہ بن مبارکؒ متوفی ۱۸۱ھ نے کیا

خوب فرمایا: وهل افسد الدين الا الملوك واحبار سوء ورهبانها

دین کو بادشاہوں اور بے عمل مولویوں اور جاہل صوفیوں نے ہی تو برباد کیا ہے۔

اب جس کی مرضی ہے کہ وہ خیر القرون (بنی، صحاب کرام تابعین و تبع تابعین کے زمانے کی پیروی کرے یا نفس پرست عیاش بادشاہ اور دنیا پرست مذہب فروش مولوی کی؟

ہم تو خیر القرون ہی کی پیروی کریں گے اللہ تعالیٰ ہمیں اسی کی توفیق دیں۔

اور اس مروجہ محفل میلاد کی ہمیشہ ہر زمانے کے علماء حق نے پر زور تردید کی ہے۔

1 امام تاج الدین فاکہائی لکھتے ہیں: لا اعلم لهذا المولد اصلاً فی کتاب ولا سنة ولا ينقل

عمله عن احد من العلماء الأمة الذين هم قدوة في الدين المتمسكون بآثار

المتقدمين بل هو بدعة احدثها البطالون وشهوة نفس اعتنى بها الكالون۔

(الحاوی للفتاوی ص 201)

ترجمہ: میں اس میلاد کے لیے کوئی اصل کتاب اور سنت سے نہیں جانتا۔ اور ان علماء امت سے

جو دین کے پیشوا ہیں اور جو پوری قوت کے ساتھ سلف صالحین کے آثار کو تھامنے والے ہیں، اس

بارے میں کوئی عمل منقول نہیں بلکہ یہ میلاد بدعت ہے جسے اہل باطل اور پیٹ پرستوں نے ایجاد کیا ہے۔

2۔ علامہ امیر بن الحاج مالکی لکھتے ہیں: اگر مجلس میلاد سماع سے پاک ہو اور صرف بنیت مولود کھانا تیار کر لیا ہو بھائیوں اور دوستوں کو اس کے لیے بلایا جائے اور تمام مذکورہ مفاسد سے محفوظ ہو، تب بھی وہ صرف نیت (عقد مجلس میلاد) کی وجہ سے بدعت ہے اور دین کے اندر ایک جدید امر کا اضافہ ہے۔ (مدخل لابن الحاج ج 1 ص 85)

3۔ احمد بن محمد مصری لکھتے ہیں: قد اتفق علماء المذاهب الأربعة بدم هذا العمل (القول المعتمد) چاروں مذاہب کے علماء اس عمل میلاد کی مذمت پر متفق ہیں۔

4۔ علامہ شاطبی المتوفی ۷۹۰ھ لکھتے ہیں: ومنها اتخاذ يوم ولادة النبي ﷺ عيداً (الاعتصام ص 28) ان بدعات میں سے ایک نبی ﷺ کے ولادت کے دن کو عید بنانا ہے۔

5۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: حصل عمل المولود بدمعة لم تغفل عن احد من السلف الصالح من القرون الثلاثة (الحاوی للفتاوی ص 205)

میلاد کا عمل بدعت ہے خیر القرون کے سلف صالحین سے اس کا کوئی ثبوت منقول نہیں۔

6۔ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: وكذلك ما حدثه بعض الناس اما مضاهاتاً للنصارى في ميلاد عيسى عليه السلام واما محبة للنبي ﷺ وتعظيمه له..... (الصرائط المتقیم)

ترجمہ: ایسے ہی وہ محفل میلاد جس کو بعض لوگوں نے ایجاد کر لیا ہے اس کا سبب یا تو میلاد عیسیٰ کی نقالی ہے اور پھر حضور ﷺ کی محبت اور تعظیم ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے ذریعے محبت و عظمت کا حکم دیا ہے، اللہ نے ان بدعتوں کا حکم نہیں دیا کہ نبی اکرم ﷺ کے یوم ولادت کو عید بنایا جائے حالانکہ ولادت کی تاریخ میں لوگ متفق بھی نہیں ہیں۔

قارئین کرام! آپ ان ٹھوس حوالوں سے اس مسئلہ کی تہ تک تو پہنچ ہی گئے ہوں گے کہ خیر القرون میں یہ

عمل نہ تھا بلکہ چھٹی صدی ہجری کے بعد یہ عمل ایجاد ہوا اور اس کے ایجاد کرنے والوں کا حال بھی معلوم ہو گیا کہ بادشاہ وقت اس کا سرپرست تھا اور تیز تر از دنیا پرست مولوی اس کا حمایتی تھا اور سرکاری سطح پر اس کا جو عالمی پروپیگنڈہ ہوا تو اس سے عوام تو متاثر ہوئے ہی بعض خواص بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان میں سے ایک علامہ جلال الدین سیوطی جیسے وسیع النظر عالم بھی ہیں لیکن انہیں بھی کہنا پڑا:

وهذا وان لم يرد في نص ففیه القياس (الحاوی للفتاویٰ ص 203)

ترجمہ: اس کے جواز پر نص (ایت یا حدیث) تو کوئی نہیں البتہ قیاس ہے۔

علامہ سیوطی نے صاف لفظوں میں اقرار کر لیا ہے کہ قرآن کریم، حدیث شریف اور اجماع امت سے کوئی دلیل اس میلاد کے جواز پر موجود نہیں ہے۔ ہاں البتہ قیاس ہے۔ اور قیاس جو پیش کیا وہ بھی فاسد ہے اس لیے کہ جس چیز کا سبب اور محرک خیر القرون میں موجود تھا اس میں قیاس اور اجتہاد کی گنجائش ہی کہاں ہے۔

اہل بدعت کے بعض شبہات کا ازالہ

شبہات اس لیے کہا کہ بدعت پر دلیل نہیں ہوتی بلکہ شبہ ہوتا ہے۔

1۔ مانا کہ یہ بدعت ہے لیکن بدعت حسنہ ہے اور بعض علماء نے اسے بدعت حسنہ کہا ہے۔ جیسے کہ امام سیوطیؒ نے اسے بدعت حسنہ کہا ہے۔

جواب: پہلے امام سیوطیؒ کے بدعت حسنہ کہنے کی وضاحت پڑھ لیں اور پھر بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تحقیق بھی دیکھیں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔ عمل میلاد میں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اور قرأتِ قرآن ہوتی ہے، اور حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے متعلق روایات حدیث پڑھی جاتی ہیں اور ولادت باسعادت کے وقت جن آیات کا ظہور ہوا ان کو بیان کیا جاتا ہے اور پھر دسترخوان بچھا کر لوگوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے پھر لوگ واپس چلے جاتے ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا یہ بدعت حسنہ ہے۔

(الحاوی للفتاویٰ ص 199)

آپ نے دیکھ لیا یہ ہے علامہ سیوطی کے دور کا عمل میلاد اس میں نہ قیام کا ذکر ہے نہ ہی حضور ﷺ کی تشریف آوری کا نظریہ ہے اور نہ آپ ﷺ کے لیے مخصوص بیٹھک بنانے کا ذکر ہے، نہ جلوس کا ذکر ہے، نہ ہی جلوس میں ہونے والے رقص، گیت کا ذکر ہے نہ ہی ناقۃ النبی ﷺ کے نکالنے کا تذکرہ ہے، نہ روضہ رسول کی شبیہ کا ذکر، نہ اس کے ارد گرد سلام خوانی کا تذکرہ ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب اضافہ جات بعد کے لوگوں نے کئے ہیں اور مزید اضافہ جات کی بھی توقع ہے۔ میلاد سے عید میلاد النبی، اور جشن میلاد تک تو پہنچ چکے ہیں نامعلوم آگے کہاں تک پہنچیں گے کیوں کہ حدود تو دین کی ہوتی ہیں اور یہ تو احداث فی الدین (دین میں نئی ایجاد) ہے لہذا اس کی کوئی حد نہیں ہے جتنا مرضی چاہے بڑھاتے جائیں۔

لیکن جو سنی ہوگا وہ تو سنت پر عمل کرے گا۔ بدعت چاہے کیسی ہی حسین و جمیل ہو اور خوبصورت اور رنگین ہو پھر بھی بدعت ہے کوئی بھی سنی مسلمان خوبصورت بدعت پر عمل کر کے حسین بدعتی بننے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہے۔ یقیناً جن بعض حضرات نے محفل میلاد کو بدعت حسنہ کہا ہے اگر آج وہ موجود ہوتے اور مروجہ میلاد خوانی کو دیکھتے تو وہ بھی اس کو لازماً بدعت سیئہ کہتے کیوں کہ اب تو پانی سر سے اوپر نکل چکا ہے

کوئی بدعت حسنہ نہیں ہے

بعض سلف صالحین نے بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ کہ طرف کی ہے اور وہ اپنی نیت کے اعتبار سے مخلص تھے ان کا مقصد بدعات کے لیے چور دروازہ کھولنا نہیں تھا بلکہ بعض ان امور کو جن کی اصل قرون خیر میں موجود تھی لیکن موجودہ صورت اس سے مختلف تھی ان کو لغت اور اپنی موجودہ شکل کے اعتبار سے بدعت حسنہ کہہ دیا اور بدعت شرعی کو بدعت سیئہ سے تعبیر کر دیا۔ جن لوگوں کی نظر ان مثالوں پر ہو جو بدعت حسنہ کے سلسلہ میں کتابوں میں لکھی گئی ہیں وہ اس کا اعتراف کیے بغیر چارہ نہ پائیں گے مثلاً علم نحو و صرف، کتب فقہ کی تدوین و ترتیب، مدارس و مسافر خانوں کی تعمیر، تراویح کی جماعت، خورد و نوش، فرش و لباس

و مکان میں بت نئی اشیاء کی ایجاد اور راحت بخش سامان کی ایجاد اور استعمال ان مذکورہ بالا اشیاء کو بعض حضرات نے بدعت حسنہ کہا ہے۔

لیکن ان میں سے بعض تو امور عبادت سے ہیں ہی نہیں بلکہ امور عادت میں سے ہیں اور بعض کی اصل خود نبی ﷺ کے زمانہ میں موجود ہے۔

جن لوگوں نے ان کو بدعت حسنہ میں شمار کیا ہے وہ ظاہر ہے کہ محض لغت عربی کے اعتبار سے بدعت ہے شریعت میں جو بدعت کی تعریف کی گئی ہے یہ اس میں داخل ہی نہیں ہیں۔

بعد کے دور میں نفس پرست اور خوف خداوندی سے عاری مشائخ زور نے اس تقسیم کو اپنی ہر طرح کی بے راہ روی اور گمراہی کے لیے ڈھال بنایا اور ہر بدعت پر بدعت حسنہ کا غلاف چسپاں کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے بعد ہر بدعت سنت قرار پائی اور کوئی بدعت بدعت باقی نہ رہی محققین اہل السنۃ والجماعۃ نے اس خطرے کا احساس کیا اور پوری شدت سے اس تقسیم کی مخالفت کی چنانچہ امام شاطبیؒ لکھتے ہیں:

ان هذا التقسیم امر مخترع لا يدل عليه دليل شرعی بل هو فی نفسه متدافع... (الاعتصام 145)
ترجمہ: بدعت کی یہ تقسیم (حسنہ اور سیئہ وغیرہ) من گھڑت ہے اس پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے۔
مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ چیزے کہ مردود باشد حسن از کجا پیدا کند۔

جو چیز شرعاً مردود اور ناقابل قبول ہو اس میں حسن کیوں کر پیدا ہو سکتا ہے اور وہ حسنہ کس طرح ہو سکتی ہے
(مکتوبات سوم ص 72)

آپ ﷺ کا ارشاد کل محدثہ بدعة وكل بدعة ضلالة آپ ﷺ نے کھلے لفظوں میں ہر اس ایجاد کردہ چیز کو بدعت قرار دیا جس کا تعلق دین سے ہو۔ آپ ﷺ نے بدعت کو گمراہی اور قابل رد قرار دیا اس میں حسنہ اور سیئہ کی تقسیم نہیں فرمائی۔ اسی طرح صحابہ کرام جو صحبت نبوی ﷺ کی وجہ سے یقیناً دین کے فہم و ادراک میں پوری امت پر فائق تھے کے طرز عمل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ صفحہ نمبر 5، 6 میں اس کی مثالیں گزر گئی ہیں۔

اگر بدعت حسنہ کوئی چیز ہوتی تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے بعد اونچا ذکر و درود کو بدعت حسنہ میں شمار کرتے اور ان لوگوں کو مسجد سے نہ نکالتے اسی طرح ابن عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما اذان کے بعد تثنویب کرنے والے کو بدعتی نہ کہتے اور اس تثنویب کو بھی بدعت حسنہ کی فہرست میں رکھتے (تثنویب اذان کے بعد دوبارہ اونچی آواز کے ساتھ نماز کے لیے بلانا) اسی طرح قبر پر اذان دینے کو فقہاء نے بدعت کہا لیکن حسنہ نہ کہا، عصر کے بعد مصافحہ کو بدعت کہا حسنہ نہ کہا اسی طرح فوتگی پر سوم، چہلم، برسی کو فقہاء نے بالاتفاق بدعت کہا ہے اور منع کیا ہے اگر بدعت میں حسنہ اور سیدہ کی کوئی تقسیم ہوتی تو اصحاب رسول ﷺ اور فقہاء ان تمام چیزوں کو بدعت حسنہ کی فہرست میں رکھتے اور منع نہ فرماتے۔ لہذا دین میں کوئی بدعت حسنہ نہیں ہے۔ وگرنہ تو بدعت کو بدعت قرار دینا اور سنت اور بدعت میں خط امتیاز کھینچنا مشکل ہو جائے گا۔

البتہ سلف نے جن بعض چیزوں کو بدعت حسنہ کہا ہے وہ لغوی اعتبار سے ہے نہ کہ شرعی اعتبار سے۔

حافظ ابن رجبؒ نے اس کی صراحت کی ہے۔ واما ما وقع فی کلام السلف من استحسان بعض

البدع فانما ذلك في البدع اللغويه لا الشرعيه۔ (جامع العلوم والحکم ص 783)

ترجمہ: سلف کے کلام میں جہاں کہیں بعض بدعات کے حسنہ ہونے کا ذکر ہے وہاں بدعت لغوی مراد ہے نہ کہ شرعی۔ مثال اسکی یوں سمجھیے جیسے کلمہ شرعی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور لغت میں ہر بمعنی لفظ کو کلمہ کہتے ہیں۔ کلمہ شرعی کا منکر کافر ہے اور کلمہ لغوی کا انکار کچھ بھی نہیں۔

2۔ جن بعض آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ سے اہل بدعت جواز میلاد ثابت کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں (جیسے پروفیسر طاہر القادری نے اپنی کتب میلاد النبی میں ص 397 پر عنوان قائم کیا ہے قرآن میلاد نامہ انبیاء علیہم السلام)

سوال یہ ہے کہ ان آیات اور احادیث سے مروجہ میلاد پر خود صاحب قرآن ﷺ اصحاب نبی ﷺ تابعین، ائمہ مجتہدین میں سے بھی کسی نے استدلال کیا؟

اسوہ رسول اکرم ﷺ

عن قتادۃ رحمہ اللہ سئل رسول اللہ ﷺ من صوم یوم الاثنين فقال فیہ ولدت و فیہ انزل علی

(صحیح مسلم)

رسول ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی دن میں پیدا کیا گیا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوموار کے دن نبی ﷺ کا روضہ رکھنے کا سبب صرف ولادت نہیں بلکہ نزول قرآن بھی ہے۔

1. آپ ﷺ نے ہر سوموار کو روزہ رکھ کر یہ بتلادیا کہ میں اپنی ولادت کا شکر سال بعد 12 ربیع الاول ہی کو نہیں بلکہ ہر سوموار کو روزہ رکھ کر کرتا ہوں۔

2. امام الانبیاء ﷺ نے اپنی پیدائش کے دن ہر سوموار کو بطور شکرانہ روزہ رکھ کر اس حقیقت پر مہر ثبت کر دی کہ میری پیدائش والے دن عید نہیں ہو سکتی کیونکہ جس دن روزہ ہو اس دن عید نہیں ہو سکتی اور جس دن عید ہو اس دن روزہ نہیں ہو سکتا۔

اے سنی مسلمانوں! ولادت کے دن رسول اللہ ﷺ کا طریقہ روزہ رکھنا ہے اس کو چھوڑ کر ایک نئے طریقے (بدعت) عید میلاد یا جشن عید میلاد کو کیوں اختیار کیا جا رہا ہے۔ صرف اس لئے کہ روزہ میں نفس پر مشقت ہوتی ہے اور عید کے دن نفس کی تفریح کا سامان ہوتا ہے۔

اللہ ہم سب کو نبی ﷺ کی سنت پر چلنے اور بدعت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ملنے کا پتہ: جامعہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مسلم آباد جویلیاں ایبٹ آباد

جامع مسجد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کالا پانی جھڑی ایبٹ آباد

مکتبہ اسلامیہ اڈہ گامی ایبٹ آباد

03219980850/03239002089